۷۸۶/۹۲

استاذُ العلماء شیخُ الحدیث پیر محمد عصمت اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی مختصر و جامع سوانح عُمری

پیکرِ علم و عمل

از قلمِ حقیقت رقم

مفتی ابوالحسنین محمد عارف محمود خان قادری

باہتمام

مفتی محمد یونس رضا خان قادری

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ اہلِ سنت پاکستان

0333/0315..3680927

بسمہٖ تعالیٰ

استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ پیر محمد عصمت اللہ شاہ قادری عباسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم المرتبت ومثالی مدرس اور تقوٰی وطہارت میں بے نظیر تھے انہوں نے تقریباً شوال المکرّم ۱۳۷۴ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو موضع محمد شریف والی بمقام موچھ ضلع میانوالی پنجاب میں ایک معروف مذہبی وروحانی خانوادے کے ہاں جنم لیا آپ کے والد ماجد کا نام نامی اسم گرامی محمد اشرف شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھا اور یہ بستی آپ کے جد اعلیٰ حضرت پیر طریقت محمد شریف شاہ کے نام سے منسوب تھی جبکہ آپ کے نانا جان پیر محمد فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے جید عالم دین اور باکرامت حافظ قرآن تھے ان کی تلاوت قرآن کی آواز لاؤڈ سپیکر کے بغیر بھی میلوں دور سنی جاتی تھی جسے عوام وخواص نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے اور اس کے علاوہ بھی کرامات کے شاہدین موجود ہیں۔

ابتدائی تعلیم وتربیت:

آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اس طرح ہوئی کہ ناظرہ قرآن مجید اور چند سورتیں اپنے گاؤں کے امام مسجد حضرت مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے بعد اسکول میں داخلہ لے لیا 1961ء میں گورنمنٹ ہائی سکول موچھ سے میٹرک کرلی آپ کے اساتذہ میں غالباً سیّد سید رسول صاحب مرحوم بھی شامل تھے اسکول میں اس زمانے میں ادب، فارسی وغیرہ کی خوب تعلیم دی جاتی تھی، آپ باقاعدہ درس نظامی کے طالب علم بن جانے سے پہلے بھی فارسی گرائمر پر دسترس رکھتے تھے، نیز تاریخ اسلام اور برصغیر کی تاریخ لائبریری کی کتابوں سے خوب مطالعہ کرلی تھی، بلکہ تاریخ کے مطالعہ کے حوالے سے آپ اپنے معاصرین میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

درس نظامی:

اسکول سے فراغت پاکر اپنے بزرگوں کے مشورے پر جامعہ مظفریہ رضویہ موضع واں

بھچراں ضلع میانوالی میں داخلہ لے لیا، اس زمانے میں استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالفتح مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ اور استاذ الکل حضرت مولانا علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص تھے ان کا زمانہ تدریس جاری وساری تھا اور فیضان محدث اعظم کے چشمے جاری وساری تھے بلکہ بعض وجوہات کی بنا پر خود بندیال شریف کی نسبت بھی واں بھچراں میں طلبہ زیادہ ہوتے تھے، ابتدائی فارسی نظم، صرف نحو اور منطق کے اسباق تا مرقاۃ یہاں پر پایہ تکمیل کو پہنچے، البتہ صغریٰ (منطق کا ابتدائی رسالہ) استاذ الکل ملک المدرسین حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کی سعادت پائی۔

استاذ الکل کی خدمت میں حاضری کا دلچسپ واقعہ:

استاذ العلماء حضرت علامہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں زیر تعلیم دور میں ابتلاء کے لمحات میں سے بھی دوچار ہوئے ہوا یوں کہ آپ کے خاندان کے بزرگ سیاسی میدان میں مجاہد ملت یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد عبدالستار نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے حامی تھے جب مجاہد ملت مرحوم اور نواب آف کالا باغ کا سیاسی ٹاکرا ہوا تو اس سیاسی جنگ میں واں بھچراں کے ملک صاحبان نواب آف کالا باغ کے حامیوں میں سے تھے ان لوگوں کو کسی نے شکوہ کیا کہ تمہارے فریق مخالف مولانا عبدالستار خان نیازی کے حامی شاہ صاحبان کا ایک بچہ تمہاری زیر تولیت چلنے والے جامعہ مظفریہ میں زیر تعلیم ہے انہوں نے حضرت علامہ اللہ بخش مرحوم سے یہ بات کی تو انہوں نے اپنے لاڈلے شاگرد رشید جو بچپن ہی سے سعادت مندی کا عملی پیکر تھے اسے بلوایا اور فرمانے لگے کہ!

''اس طرح مسئلہ گھمبیر ہے کہیں یہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں تم کیا کہتے ہو فرمانبردار شاگرد نے کہا جو منظور خدا ہوگا اور جو آپ کا فیصلہ ہوگا میں اس پر راضی ہوں، آپ مجھے نافرمانی کرنے والا نہیں پائیں گے''

چنانچہ آپ کے استاذ محترم نے آپ کو استاذ الکل حضرت علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں

بھجوادیا، اس زمانے میں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی مدظلہ العالی بھی وہاں زیر تعلیم تھے اور شرف ملت محسن اہل سنت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ ملاحسن وغیرہ کا درس لیتے تھے آپ نے صغریٰ کے چند اسباق بندیال شریف میں رہ کر پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور حضرت بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی شفقت پائی اس کے بعد جب حالات سنبھلے تو دوبارہ واں بھچراں آکر سلسلہ تعلیم مرقاۃ تک مکمل کیا یوں ایک بظاہر مصیبت نے آپ کے لئے رحمت کا سامان پیدا کر دیا کہ براہ راست سلسلہ تدریس کے بادشاہ اور خیرآبادی وراثت کے امین و سچے جانشین بلکہ خیرآبادی کھچار کے شیر ببر سے تلمذ کا تعلق قائم کیا اور خیرآبادی ہونے کا شرف بھی پالیا یہ فیضان بعد میں آپ کے وصال تک واضح پایا جانا نظر آتا تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانبخشد کسے خدائے بخشندہ

جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال میں حاضری:

آپ نے استاد محترم سے مرقاۃ کی تکمیل ہوجانے کے بعد عرض کی اگر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں تو میں اپنی بقیہ تعلیم چکوال میں جاکر حاصل کرلوں کیونکہ شاہ صاحب قبلہ شرح تہذیب وشرح جامی وغیرہا کتب فن اپنے مناظرانہ طرز پر اعتراضات وجوابات کی بوچھاڑ کے ساتھ پڑھاتے اور زبانی یاد کرواتے ہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ خیرآبادی یا بندیالوی طرز تدریس خود اسی حوالے سے معروف ہے اور پھر استاذ العلماء اللہ بخش مرحوم نامی گرامی مدرس تھے اس کے باوجود بڑے شوق سے اجازت مرحمت فرمائی بلکہ اپنے پلے سے کرایے کے پیسے بھی دیے اور ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا اس میں آج کل کے بعض نوآموز مدرسین کے لئے کتنا بڑا سبق ہے کہ جن کے شاگردان کی نالائقی سے تنگ آکر بھاگ جاتے ہیں یا ان سے بڑے بزرگ سے فیض لینا چاہتے ہیں پھر بھی یہ نوآموز حضرات ناراضگی کا اظہار کر کے بلکہ بول چال تک

چھوڑ دیتے ہیں، خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا مگر انتہائی نافع اور نصیحت بھرا بلکہ نو آموز کے لئے سبق آموز۔ گروہ برا نہ مانے اور بزرگوں کی روش پر چلنا پسند کرے بلکہ انہیں خوشی ہونی چاہیے کہ ان کے شاگردوں کو ان کے اسلاف سے شاگردی کا شرف حاصل ہو جائے گا فقیر قادری گدائے رضوی اپنی فیضان مدینہ مرکز کراچی کی تدریس کے زمانے میں اکثر طلباء کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجتا رہتا تھا اور آج وہ قابل فخر ہیں ان کا اعزاز میرا اعزاز ہے ان کی قابلیت و لیاقت میرے لئے سرمایہ ہے، اگر انہیں جو مجھ سے ملتا وہ جن کا فیضان تھا انہیں سے براہِ راست نصیب ہو جائے تو کیا بات ہے سبحان اللہ

بات دور نکل گئی استاذی المکرم اپنے استاد محترم سے اجازت لے کر واں بھچراں سے چکوال آ گئے اس وقت جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال کے در و دیوار عالمی مبلغ اسلام پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مناظر اسلام علامہ سید محمد زبیر شاہ قادری چشتی مرحوم و مغفور کی آواز تدریس سے گونج رہی تھی انہی کی محبت و کشش شاہ صاحب کو یہاں کھینچ لائی تھی اب کیا تھا انہوں نے اس ہونہار اور بنیادوں کے مضبوط طالب علم کو اپنی زیر نگرانی شرح تہذیب وغیرہ پڑھانا شروع کر دی اہل علم جانتے ہیں کہ شرح تہذیب و شرح جامی کس نوعیت کی کتابیں ہیں اور ان کا انداز تدریس کیسا ہونا چاہیے اور پھر یہ کہ کون پڑھ سکتا ہے اپنے اندر مضبوط بنیاد نہ رکھنے والا طالب علم پڑھ نہیں پاتا اچھا ماہر مدرس نہ ہو تو پڑھا نہیں پاتا اب یہاں تو طالب علم وہ ہے کہ اس کی گھٹی میں خیر آبادی طاقت کی بنیادی باتیں ڈال دی گئیں اور اس پر فطری ذہانت و ذکاوت خاندانی سعادت و شرافت سونے پر سہاگہ کا کام کر رہی تھی استاذ سید بھی ہے، مناظر بھی ہے عالم بھی باکمال پیر بھی لاجواب شاگرد کو پڑھنے کا کمال ذوق استاذ کو پڑھانے کا ذوق جوبن پر، اب کون سی وجہ ہو سکتی ہے کہ کوئی کمی رہ جائے، البتہ اتنی بات زائد اور مشکل بھی تھی کہ استاذ واں بھچراں والوں کا طرز تدریس بندیال والے بڑے استاذ صاحب کے مطابق تھا آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھا سمجھا کر اپنی تقریر طالب علم کے ذہن میں اتار

دینا اور یہ مبتدی کیلئے بالخصوص اور بالعموم سب کیلئے مفید ترین طریقہ تدریس ہے جبکہ چکوال میں شاہ صاحب قبلہ بقول استاذی المکرّم اپنی تقریر تیز تیز فرماتے اور کبھی تو گویا بھول جاتے کہ وہ ایک ادنیٰ طالب علم کو سبق پڑھا رہے ہیں بلکہ آندھی کی مثل اور طوفان کی مانند گھن گرج کے ساتھ تقریر سبق فرماتے جسے اپنے ذہن میں بٹھا کر ان کے سامنے دہرانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا مگر جن کی بنیادوں میں سعادت ونجابت کے ساتھ ساتھ خیر آبادی کی گھٹی شامل ہو بھلا وہ بھی کچھ تو ہوتے ہیں اگرچہ عمر کے حساب سے چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں اور تقریر تو طوفانی ہو مگر نظر فیضانی ہو تو کرم ہی کرم ہوتا ہے ادھر پڑھانے والے شاہ صاحب ادھر پڑھنے والے شاہ صاحب، ادھر درس دینے والے راتیں مطالعہ میں بسر کر رہے ہیں تو ادھر پڑھنے والا بھی راتیں کاٹ رہا ہے فرماتے ہیں قبلہ پیر صاحب کی تقریر وہ طالبعلم سمجھ پاتا جو اپنے طور پر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر پہلے سبق سمجھ کر آتا تھا، بے مطالعہ ان کے سامنے بیٹھنے کی کسی کو جرأت کہاں، ان کی زوردار تقریر کے وقت طلباء کے پسینے چھوٹ جاتے، مگر پھر بھی بفضل خدا میں نے شرح تہذیب کو حفظ کر لیا، شرح جامی ودیگر فنون بھی پایہ تکمیل کو پہنچ گئے اور قطبی تک پہنچتے پہنچتے میں نے اپنے جونیئر ساتھیوں کو یہ سبق پڑھا بھی دیئے اور 1969ء میں اپنے اسباق کی تکمیل کر کے موقوف علیہ تک پہنچ گئے۔

جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں دورہ تفسیر القرآن:

استاذ العلماء پیر طریقت سید محمد زبیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر اپنے ہم سبق ساتھیوں سمیت جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ پہنچے جبکہ آپ منتہی طالب علم تھے اور ۱۵ شعبان المعظم تا ۲۷ رمضان المبارک ہونے والے دورہ تفسیر القرآن میں شرکت کی شیخ القرآن ابوالحقائق علامہ عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخصوص طرز پر دورہ تفسیر القرآن کروایا کرتے تھے اس سال غالبًا 1969ء میں یہ کلاس چکوال سے وزیر آباد پہنچی اور دیگر مدارس کے علماء اور طلباء بھی شامل رہے مگر استاذی المکرّم قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمامی طلباء میں سے اوّل پوزیشن حاصل کی اور حضور

قبلہ شیخ القرآن علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے دست کرامت سے انعام بصورت کنزالایمان ، دستار فضیلت اور کچھ نقدی وصول کر کے ان کی ڈھیروں دعائیں اور برکتیں حاصل کیں واپسی پر قبلہ پیر زبیر شاہ صاحب بہت خوش ہوئے اور اسی سال اپنی اسی کلاس کو دورہ حدیث شریف شروع کروادیا۔

فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف کی تکمیل:

استاذ العلماء قبلہ سید زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو دیگر علوم فنون کی تکمیل کے ساتھ ساتھ صحاح ستہ کے اکثر و بیشتر اسباق بھی خود پڑھاتے تھے مگر تکمیل دورہ شریف اور تحصیل سند فراغت و دستار فضیلت کے لئے اپنے شاگردوں کو اپنے استاذ گرامی قدر شیخ العلماء محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا برکت اور ان کے وصال باکمال کے بعد ان کے مسند نشین استاذ العلماء محدث کبیر علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجتے اور وہاں طلباء اپنی تکمیل کرتے تھے 1970ء میں انہوں نے اپنی اس کلاس (جس میں استاذی المکرم شاہ صاحب مرحوم موجود تھے) کو آخری چار مہینے فیصل آباد بھیج دیا ، وہاں علامہ غلام رسول رضوی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحصیل علم حدیث میں یہ کلاس مگن رہی ، اس سال جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے آئے ہوئے طلبہ میں مشہور مناظر عالم دین علامہ عبدالتواب صدیقی اچھروی مدظلہ العالی بھی شامل تھے۔

شادی خانہ آبادی:

آپ کی شادی خانہ آبادی غالباً 1970ء میں تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے خاندان میں سرانجام پائی آپ کے پانچ صاحبزادے محمد عامر شاہ ، محمد انوار احمد شاہ ، محمد نثار احمد شاہ ، محمد ابرار احمد شاہ سلمہم اللہ اور ایک صاحب زادی بقید حیات ہیں جبکہ ایک صاحبزادے ابصار احمد شاہ عین عالم شباب میں ایک حادثے میں شہادت پاگئے ، ان میں سے محمد انوار احمد شاہ صاحب آپ کی علمی وراثت کے امین اور مسند تدریس کے جانشین ہیں

جامعہ اسلامیہ چکوال میں تدریس:

استاذی المکرّم قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ گرامی قدر حضرت پیر سید زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ادارے میں ان کی نیابت کے طور پر دورہ تفسیر القرآن اور دیگر اسباق کی تدریس کی سعادت بھی حاصل کی اور آپ کی نکھری ہوئی صلاحیتوں سے پیر صاحب بڑے خوش ہوتے تھے، محترم برادرم ابرار احمد شاہ قادری کے بقول پیر سید زبیر شاہ صاحب بڑے عظمت وجلال والے بزرگ تھے اور اپنی مسند تدریس پر جب جم کر پڑھا رہے ہوتے تو کسی بڑے سے بڑے چوہدری اور وڈیرے کی پرواہ نہ فرماتے تھے مگر جب ان کے لائق فائق شاگرد مولانا محمد عصمت اللہ شاہ صاحب ان کی خدمت میں حاضری دیتے تو حضرت قبلہ زبیر شاہ صاحب سروقد کھڑے ہو کر انہیں اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیتے اور ان پر بہت ہی شفقت فرماتے تھے نیز محترم صاحبزادہ انوار احمد شاہ زید مجدہ نے مجھے فرمایا کہ میں نے پیر سید زبیر شاہ صاحب کو خواب میں اپنے گھر دیکھا تو والد صاحب نے اس کی تعبیر ان کے ساتھ اپنے خصوصی تعلق سے کی۔

جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ:

اُمّی ولی پیر عبد الرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ جو تیس پاروں پر مشتمل درود پاک کے مؤلف ہیں ان کا قائم کردہ جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ صوبہ سرحد کا عظیم الشان جامعہ تھا، ابتدائی زمانے میں استاذی المکرّم رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں پر تقریباً ۲ سالہ تدریس کا فریضہ انجام دیا آپ سے پہلے وہاں صدر المدرسین کے عہدے پر حضرت علامہ پیر محمد عبد الحکیم شرف قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ فائز رہے، ان کے وہاں سے تشریف لے جانے کے بعد استاذ محترم وہاں پہنچے اور آپ سے پہلے آپ کے استاذ گرامی قدر قبلہ پیر سید زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں تدریس فرما چکے تھے کچھ عرصہ تقریباً ۲ سال کے بعد حالات کی ناسازگاری کی بناء پر وہاں سے مستعفی ہو گئے اور نہر کالونی داؤد خیل میں امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ خواجہ آباد شریف میانوالی میں تدریس کرتے رہے۔

جامعہ غوثیہ نصیریہ خواجہ آباد شریف:

استاذی المکرّم جب جامعہ رحمانیہ ہری پور سے چھوڑ کر میانوالی جامع مسجد نہر کالونی داؤد خیل کی امامت وخطابت کی ذمہ داری پر فائز تھے انہی دنوں آپ کی ملاقات اپنے ساتھی پیر طریقت سید محمد جمال الدین شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگئی وہ آپ کو اصرار کر کے اپنے زیر تولیت چلنے والے جامعہ غوثیہ نصیریہ خواجہ آباد شریف لے گئے آپ نے ابتدائی اسباق شروع کیے منتہی اسباق بھی آپ کے سپرد کر دیے گئے اور دورہ حدیث بھی پڑھایا، اس زمانے میں علامہ عطاء محمد متین شادیہ والے بھی خواجہ آباد ہی میں مدرس تھے استاذی المکرّم نے 1975ء تا 1977ء یہاں تدریس کی اور آپ کے تلامذہ میں پیر سید جمال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اصغر حضرت علامہ پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب مرحوم بھی شامل ہیں جنہوں نے ملا حسن وغیرہ اسباق کا درس آپ سے لیا اور قابل قدر شخصیات میں سے ایک نمایاں شخصیت تھے اور انہوں نے ماضی قریب میں جماعت اہل سنت کی قیادت سنبھال کر ضلع میانوالی میں اہم خدمات سرانجام دیں اور گذشتہ سال وصال فرما گئے، احقر سے حضرت استاذی المکرّم کی نسبت کی وجہ سے بڑی شفقت فرماتے تھے۔

آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کشمیر میں تدریس:

آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر میں حضرت قبلہ پیر محمد فاضل صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں درس وتدریس کا ماحول قائم تھا اور پیر صاحب جامعہ منظر الاسلام بریلی شریف کے فاضل تھے انہیں اپنے ساتھ ایک محنتی اور مخلص وقابل مدرس کی ضرورت تھی اور استاذی المکرّم ایک مرتبہ پہلے ڈھانگری شریف میں 1971ء تا 1973ء رحمانیہ سے پہلے پڑھا چکے تھے چنانچہ پیر صاحب کے صاحبزادے علامہ محمد حبیب الرحمٰن حال مقیم برطانیہ کے اصرار پیہم اور جہد مسلسل پر استاذی المکرّم دوبارہ ڈھانگری شریف تشریف لے گئے اور تقریباً 1978ء تا 1992ء وہاں پر درس وتدریس فرماتے رہے اسی دوران مرکزی جامع مسجد ڈڈھیال میں خطبہ

جمعہ دیتے رہے خانقاہی نظام میں درس وتدریس کے مراحل دشوار ہوتے ہیں مگر بڑے پیر صاحب کے تعاون اور کچھ اپنی حکمت ودانائی اور صبروشکر کے سہارے شب وروز کی محنت شاقہ سے سینکڑوں فضلاء تیار کیے اور ان کو تیار کر کے ملک کے طول وعرض میں پھیلا دیا بلکہ بعض بیرون ملک بھی موجود ہیں اس زمانے میں نماز تہجد کے بعد اسباق کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا اور وقفے وقفے سے دن بھر جاری رہتا تھا اس زمانے کے مشہور تلامذہ میں صاحبزادہ علامہ حبیب الرحمٰن ڈھانگری شریف بھی شامل ہیں جو اس وقت برطانیہ میں فرنگی کی دھرتی پر قرآن وسنت کا پیغام پھیلا رہے ہیں، انتہائی پروقار شخصیت کے مالک ہیں چند سال پہلے میانوالی تشریف لائے تھے ان کی زیارت نصیب ہوئی تھی، ان کی ایک یادگار تحریر فقیر کی ڈائری میں موجود ہے۔

اسکندر آباد میانوالی میں:

اسکندر آباد ہاؤسنگ کالونی ضلع میانوالی ایک ایسا ایریا ہے جو داؤد خیل شہر سے متصل سیمنٹ، کھاد اور پنسلین فیکٹریوں کا مرکز ہے اس میں مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا غلام نبی صاحب ریٹائرڈ ہوئے تھے اور نئے خطیب کی ضرورت تھی انہی دنوں حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم کی کوشش سے قبلہ استاذی المکرّم کی 1993ء میں یہاں بطور امام و خطیب تقرری ہوگئی آپ نے مسجد کے ساتھ متصل جامعہ انوار القرآن حنفیہ غوثیہ جو انجمن رضائے مصطفیٰ کے زیرِ انتظام چل رہا تھا اس میں پہلی مرتبہ درس نظامی کی بنیاد ڈالی آہستہ آہستہ یہ سلسلہ کامیاب ہوتا گیا اور انجمن نے باقاعدہ طور پر آپ کو جامعہ کا مہتمم قرار دے دیا اور خود انجمن آپ کی نیکی و پرہیزگاری اور محنت وخلوص سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور بالآخر انہوں نے تمامی ذمہ داری حضرت استاذی المکرّم کے کاندھوں پر ڈال دی اور خود انجمن رضائے مصطفیٰ مالی تعاون اور مشاورت کا فریضہ سرانجام دیتی، باقی طلباء کی نگرانی تعلیم، مدرسین کی تقرری اور دیگر معاملات استاذ صاحب نبھاتے رہے اس کے ساتھ ساتھ نمازیوں میں شعور بیدار کرنے کے لئے آپ نے

بعد نماز عصر روح المعانی کا درس جاری کیا جو تقریباً آٹھ سال تک جاری رہا اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے درس کیا پھر ریاض الصالحین کا مکمل درس دیا اور عشاء کی نماز کے بعد کبھی کنز الدقائق اور کبھی ہدایہ کا درس دیتے رہے نیز طالبات کو باپردہ اسلامی ماحول میں درس دیکر معلمات بنا کر انہیں مسلمان بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے قابل بنایا اور وہ ادارۃ البنات کے نام سے چل رہا ہے اس میں مقامی سطح پر مسلمان بچیاں حفظ و ناظرہ اور فاضل عربی کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

جامعہ انوار القرآن کی خصوصیات:

انوار القرآن میں 1993ء تا 2014ء نجی ماحول کے اندر بھی آپ نے یک صد فضلاء تن تنہا تیار کر لیے اور ان میں اکثر و بیشتر امامت و خطابت کے ساتھ ساتھ تدریس و تحقیق کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دے رہے ہیں، انوار القرآن کے انوار اطراف میں پھیلتے ہی چلے گئے اور اکثر میانوالی اور گرد و مضافات کے اہل علم اپنی اولاد کو درس نظامی پڑھانے کے لئے اسکندر آباد کا رخ کرتے ہیں، استاذی المکرّم نے یہاں پہلی کلاس جو تیار کر کے دورہ حدیث کے لئے دار العلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور بھیجی اس میں مواز والا شریف کے صاحبزادے اور موجودہ جانشین حضرت علامہ پیر سید صابر حسین شاہ کاظمی مدظلہ العالی بھی شامل تھے جنہوں نے دورہ حدیث کی تکمیل کے بعد 2001ء تا 2010ء استاذ صاحب کی معیت و صحبت میں تدریس بھی فرمائی دوسری کلاس 2003ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بھیجی اس کلاس میں سے برادرم علامہ محمد ضیاء الرحمٰن صاحب 2011ء سے استاذی المکرّم کے ساتھ رہے اور اب قائم مقام خطیب اور صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے ہیں اس کے بعد کئی کلاسیں جامعہ نظامیہ پہنچیں اب بھی ایک کلاس وہاں دورہ حدیث کر رہی ہے خدا کے فضل و کرم اور نگاہ مصطفیٰ کا صدقہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں جامعہ انوار القرآن کے طلبہ نمایاں ہی ہوتے ہیں حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ اس کو تسلیم فرماتے تھے اور اب قبلہ حافظ عبد الستار سعیدی صاحب مدظلہ

العالی بھی شفقت فرماتے ہیں حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی بھی قبلہ شاہ صاحب کے تقوی وطہارت کے مداح ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی نسبت سے فقیر پر بے حد مہربان ہیں۔

استاذ العلماء قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمہ جہت شخصیت:

استاذی المکرم حضرت شیخ الحدیث قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام وخطیب کی صورت میں بے مثل کردار کے مالک تھے تقوی وطہارت کے ساتھ ساتھ دیانت وشرافت، وقت کی پابندی ،ملنساری، تبلیغ دین کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا استاذ اور مدرس کی حیثیت سے اپنے علوم وفنون پر پوری دسترس اور کامل توجہ سے پڑھانے کا ملکہ اور مہتمم کی حیثیت سے اساتذہ وطلبہ کے ساتھ اخلاق عالیہ اور محبت کا سلوک بے مثل وبے مثال تھا نیز عجز کے پیکر تھے عبادت وریاضت کے خوگر اور ناموری سے کوسوں دور رہنے والے سیدھے سادھے شریف النفس بزرگ تھے جنہیں دیکھ کر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی الغرض وہ معصوم نہیں کہلائیں گے کیونکہ وہ نبی یا فرشتہ نہ تھے مگر ان کے بارے میں حسن ظن ہے کہ وہ خدا کے فضل وکرم سے محفوظ ضرور تھے۔

حقوق العباد کی پاسداری:

استاذی المکرم حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق کا بہت خیال فرماتے تھے ایک باپ کی حیثیت سے اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت سے لیکر مدرسے کے مدرس ومہتمم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو انتہائی محتاط، امام وخطیب کی حیثیت سے دیکھو تو تقوی ان پر ناز کرے، دامن طہارت نچوڑ دیں تو عامۃ الملائکہ وضو کریں نذرانوں اور نعروں کے لالچ سے دور ونفور، ہٹو بچو کے ماحول سے بھاگنے والے، بس ''رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ'' کے سچے سچے عامل اور تقوی وطہارت میں کامل، غریبوں کے غمگسار، طلبہ کے خیر خواہ مسلک کا درد رکھنے والے، دین کے دشمنوں سے قلبی طور پر بیزار، ہمہ وقت فکر قبر وحشر دامن گیر رہتی تھی جو سبب تھی حقوق کی بحالی کا اور پائمالی حقوق سے بچنے کا، خدا ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے

حج وزیارت کی سعادت:

استاذی المکرّم نے پہلا عمرہ غالباً 1994ء میں ادا کیا اور پھر اکثر و بیشتر حج وزیارت کے لئے تڑپتے و مچلتے رہتے تھے کرم بالائے کرم ہوا کہ 2003ء میں اپنی اہلیہ مرحومہ سمیت حج وزیارت کی سعادت سے شادکام ہوئے اور اس سال غالباً حج اکبر تھا اس کے بعد اکثر فرمایا کرتے تھے میری تمنا ہے کہ حرم مکی اور حرم نبوی میں ایک ایک اعتکاف نصیب ہوجائے وصال سے دو سال قبل ایک مرتبہ حرم مکی اور دوسری مرتبہ حرم مدنی میں اعتکاف بمعہ احباب نصیب ہوا اور اکثر یہ بھی فرماتے تھے کہ دعا کیا کرو کہ مدینہ منورہ کی موت اور جنت البقیع میں دفن نصیب ہو وگرنہ مجھے مسند تدریس کی موت نصیب ہو اور پھر بحمدہٖ تعالیٰ وہ نصیب ہو بھی گئی۔

جامعہ انوار القرآن کی شاخیں:

استاذی المکرّم قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ بہت دورے کرنے والے اور عوامی رابطے والے شخص نہ تھے، مگر ان کی نگاہ کرم سے بالخصوص ان کی زندگی کے آخری چند سالوں میں ان کی کئی نجی شاخیں قائم ہوگئیں تھیں، انوار العلوم گلن خیل، انوار الحدیث داؤدخیل، مرکزی جامع مسجد غوثیہ بغدادیہ ٹاؤن میں حفظ وناظرہ درس نظامی کے شعبہ جات کے علاوہ برادرم مولانا محمد صدیق صاحب نے مقصود القرآن حنفیہ غوثیہ کے نام سے کالاباغ میں ایسا مرکز قائم کیا کہ بجائے شاخ کہ وہ خود کئی شاخیں مثلاً گلزار حبیب، جامعہ حسنین کریمین، جامع مسجد علی المرتضیٰ وغیرہ شاخیں قائم کرنے میں کامیاب ہے اس کے علاوہ بچیوں کو زیور علم دین سے آراستہ کرنے کے لئے عزیزم مفتی محمد یونس رضا خان قادری مدظلہ العالی نے استاذ صاحب کی زیر سرپرستی داؤدخیل شہر میں جامعہ سیدہ زہرا للبنات قائم کیا جس میں حفظ وناظرہ تجوید وقرأت اور عالمہ فاضلہ کورس اور دارالافتاء والتحقیق جاری وساری ہے اور یہ ادارہ داؤدخیل میں مثالی کام کررہا ہے

ابھی حال ہی میں فقیر قادری گدائے رضوی نے سکھو گاؤں تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

میں جامعہ غوثیہ رضویہ فیض القرآن کے نام سے حفظ وناظرہ اور درس نظامی وتعلیم بالغاں، دارالافتاء والشفاء کے سلسلے شروع کیے ہیں جن کے بارے میں جان کر استاد صاحب قبلہ بڑے ہی خوش تھے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔

تفسیر وحدیث اور فقہ وعقائد کا درس:

استاذ گرامی قدر قبلہ اکثر معقولی حضرات کی طرح فقط معقولات کی تدریس کا جذبہ ہی نہ رکھتے تھے بلکہ تفسیر وحدیث سے خصوصی شفقت رکھتے تھے بیضاوی شریف، مشکوٰۃ شریف کا درس لاجواب دیتے تھے نیز شرح عقائد نسفیہ، نبراس، شرح عقائد جلالیہ وخیالی وغیرہا کے ذریعے طلباء و علماء کو اور مراۃ المناجیح کے ذریعے عوام کو عقائد حقہ کے درس دینے کا جذبہ وافر رکھتے تھے اور عقائد باطلہ سے بچانے کی بہت تڑپ رکھتے تھے اور فقہی مسائل کا درس دینے کا بڑا شغف رکھتے تھے۔

بزرگوں کا احترام اور اصاغر نوازی:

استاذ گرامی قدر اپنے اکابر کا بہت احترام فرماتے تھے اور اصاغر نوازی میں کمال رکھتے تھے اپنے اساتذہ کرام کے آستانوں پر حاضری دینا ان کی اولاد سے محبت وعقیدت کا رشتہ قائم رکھنا اور اکابر اہل سنت کی دل سے قدر کرنا آپ کا شیوہ تھا بلکہ اصاغر کی حوصلہ افزائی اور ہمت بڑھانا بھی اپنا محبوب مشغلہ قرار دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ اکابر واصاغر کے محبوب اور ہردلعزیز شخصیت تھے عوام وخواص سبھی معترف تھے کہ شاہ صاحب قابل قدر ہستی ہیں جو صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اور وصال کے بعد اپنی چمک دمک اور خوشبوئیں چھوڑ جاتی ہیں۔

تقوی وطہارت:

آپ کے تقوی کی بڑی بڑی مثالیں ہیں امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی نے مجھے فرمایا مولانا! ''آپ کے استاد بڑے فقیر معلوم ہوتے ہیں'' مفتی اعظم پاکستان مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ''شاہ صاحب تو شیر ببر ہیں جو تن تنہا مکمل

درسیات پڑھا رہے ہیں'' مولانا ہاشمی صاحب فرمانے لگے'' غزالی ورازی کی صفتوں والا شخص عرب وعجم میں ڈھونڈتا رہا ہوں وہ میرے گھر میں موجود تھا مگر مجھے خبر دیر سے ہوئی لوگ سیّد بننے کے لئے کتنے پاپڑ بیلتے ہیں وہ اپنا سردار ہونا چھپاتے تھے معلوم ہوجاتا تو وہاں سے غائب ہوجاتے کہ لوگ عقیدت مندی کا مظاہرہ کریں گے اور میرے کام میں رکاوٹ آئے گی''

بیعت وخلافت:

استاذ گرامی قدر نے 1994ء میں عمرہ کی سعادت سے ہمکنار ہوتے وقت ایک ولی کامل بزرگ شیخ محمود نقشبندی مجددی کی مقام ابراہیم پر بیعت کی ان کے پاس کچھ لمحات مبارکہ گزارے اور اپنے خاندانی بزرگوں سے نسبت قادری حاصل تھی نیز شیخ عدنان قادری شاذلی نے آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ شاذلیہ میں اجازت وخلافت عطاء کی حضور غوث الثقلین علیہ الرحمۃ سے قلبی عقیدت حد درجہ تھی اور شاہ نقشبند کے بھی فدائی تھے بہت کم لوگوں کو باقاعدہ بیعت وتلقین فرمائی وگرنہ دیگر بزرگوں کی بیعت کا مشورہ اور ارشاد فرمادیتے اور عاجزی فرماتے ہوئے کہتے ہیں بیعت لینے کے قابل نہیں ہوں، جیسے خود گمنامی پسند رہے ایسے ہی آپ کے چند گمنام مرید بھی ہیں۔

طریقہ تدریس:

استاذ گرامی قدر نے اگرچہ دو طریقوں سے تعلیم پائی تھی مگر آپ کا جنرل طریقہ کار خیر آبادی طرز پر تھا جو کہ سب سے معیاری اور بلند ترین طریقہ تدریس ہے اس کے باوجود اپنے استاذ قبلہ پیر سید زبیر شاہ علیہ الرحمۃ کے انداز کو بھی بہت پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھار اپناتے بھی تھے مگر فرماتے تھے زمانہ حال کے طلبہ اس کی طاقت نہیں رکھتے وگرنہ میرا ابتدائی دور شاہ صاحب کی تدریس کے مطابق رہا اور اس وقت کے طلبہ اس کی برداشت بھی رکھتے تھے۔

جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال سے عقیدت:

استاذ گرامی قدر کو اپنی مادر علمی جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال سے عقیدت ومحبت حد درجہ کی

تھی وقتاً فوقتاً خود بھی حاضری دیا کرتے تھے اور مختلف مواقع پر وہاں اپنے فاضل تلامذہ کو بطور مدرس بھی روانہ فرماتے رہے قاری عبدالمجید صاحب غالباً وہاں تدریس فرماتے رہے، مجھے بھی فرمایا تھا مگر پھر کراچی جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی تاکہ "تخصص فی الفقہ" کرلوں ان کی دعاؤں سے پہلی پوزیشن میں تخصص کرنے کے بعد ام المدارس دار العلوم امجدیہ کے شیخ الحدیث کی سرپرستی میں فتوی نویسی اور فیضان مدینہ میں فارغ التحصیل علماء کو مخصوص فنون کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ مختلف درسی وغیر درسی کتابوں کے تراجم، تلخیصات و شروحات کا کام کی سعادت نصیب رہی ہے یہ سب فیضان ہے نگاہ شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا جو آج تک اپنا رنگ دکھا رہا ہے۔

واں بھچراں اور لنگر شریف سے عقیدت:

استاذ گرامی قدر کے ساتھ لاہور جامعہ نظامیہ وغیرہ اور داتا دربار کی حاضری کی سعادت میسر آئی ہے اثناء سفر میں جب سرگودھا لاہور روڈ پر واں بھچراں کے مرکزی قبرستان کے قریب سے گاڑی گزرتی تو آپ کی نگاہِ عقیدت وہاں جھک جاتی اور وہاں مدفون اپنے استاذ محترم علامہ اللہ بخش مرحوم و مغفور کے لئے خصوصی دعا فرماتے اور ان کے وسیلہ جلیلہ سے دعائیں مانگتے اسی طرح اکثر و بیشتر سال بھر میں واجبی طور اپنے استاذ محترم قبلہ پیر سید زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر لنگر شریف ضلع اٹک میں ضرور حاضری دیا کرتے اور ان کے درجات کی بلندی کی دعا فرماتے۔

وصال باکمال و پر ملال:

استاذ گرامی قدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریباً 69 سالہ زندگی کے 44 برس درس و تدریس میں گزار دیئے سادگی کے ساتھ رہے مگر علم دین کا شاہی رعب و دبدبہ قائم رکھا، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ کی موت کی سعادت مندی نصیب میں نہ لکھی ہو تو پھر مَسنَد کی موت نصیب ہو ایسا ہی ہوا کہ آخری دن بروز سہ شنبہ فجر کی نماز باجماعت ادا کروائی بلکہ آخری مہینے کے تینوں جمعات جو پڑھائے انداز عجیب تھا اپنی سیرت و خدمات بطور تحدیث نعمت بیان کیں عوام و خواص کو للہیت کی

زندگی گزارنے کی تلقین و وصیت فرماتے رہے آخری دن عصر کی نماز کے بعد اپنے جانشین صاحبزادہ انوار احمد شاہ اور قاری محمد دین کو کئی ذمہ داریاں سونپ گئے سہ شنبہ 23 جمادی الاولیٰ 1435ھ/25 مارچ 2014ء کو حسبِ معمول مدرسہ تشریف لائے اسباق میں بیضاوی شریف ،مشکوٰۃ شریف کا درس دیا اور پھر تازہ وضو بنا کر آئے تو فقہ حنفی میں ھدایہ کا درس دیا اور ایک طالب علم کو دودھ بنا کر لانے کا فرمایا اور شرح عقائد نسفیہ میں تکوین کی بحث فرماتے فرماتے اٹھے اور سامنے جاتے ہوئے طالب علم محمد عامر خان کو اشارہ کیا وہ آگے بڑھا آپ اٹھ کر باہر آتے نظر آئے اس نے اپنے کانوں سے سنا، ''یا حی یا قیوم برحمتك نستغیث اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسوله '' پڑھتے تشریف لا رہے ہیں اس نے گھبراہٹ والی طبیعت محسوس کی تو شور مچا کر دیگر طلبہ کو بلا لیا مگر جانے والے چارپائی پر لیٹے ہی جا چکے تھے میانوالی بھگا کر لے گئے مگر ڈاکٹروں نے بتا دیا کہ وہ کلمہ پڑھتے ہی دم دے چکے تھے تمہیں سمجھ نہیں آئی مدینہ منورہ ظاہری طور پر نصیب نہ ہوا مگر مسند تدریس نصیب ہوگئی جو مدینہ کا راستہ ہے اور بقیع ظاہری طور پر نصیب نہ ہوا مگر اپنے نانا جان حضرت، پیر فاضل شاہ قادری عباسی کے قدموں میں جگہ مل گئی جو بقیع کی منزل ہے۔

آپ کا جنازہ شیخ الاسلام والمسلمین سلطان الاولیاء حضرت خواجہ حافظ پیر سلطان محمود صاحب حفظہ اللہ زیب سجادہ آستانہ عالیہ دریا شریف حضرو ضلع اٹک نے پڑھایا، انا لله وانا اليه راجعون ، كل شیءٍ یرجع الیٰ اصلہٖ

(آوارہ و غم زدہ عارف محمود عفی عنہ)

19,4,14